قرآن مجید کی بیان کردہ تین صداقتیں سائنس کی بنیاد ہیں

از
سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

قرآن مجید کی بیان کردہ تین صداقتیں سائنس کی بنیاد ہیں

(فرمودہ 25جون 1953ء برموقع افتتاح فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"آٹھ سال ہوئے مَیں نے قادیان میں ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی بُنیاد رکھی تھی۔ وہاں پر اس کا کام شروع ہو گیا تھا لیکن 1947ء کے انقلاب کے بعد ہمارے پاس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ مَیں نے ایک دوست کو تحریک کی کہ وہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے ربوہ میں بنانے کے لئے ایک لاکھ روپیہ جمع کریں۔ ایک لاکھ مَیں جمع کروں گا۔ ابھی تک مَیں تو اِس بارے میں تحریک نہیں کر سکا کیونکہ جماعت کے سامنے اور بہت سی تحریکات ہیں لیکن اس دوست نے باون ہزار روپیہ کے قریب جمع کر دیا ہے جس سے یہ عمارت تیار کی گئی ہے۔ اگر بقیہ رقم بھی جمع ہو گئی تو انشاء اللہ العزیز وسیع پیمانے پر کام جاری ہو جائے گا اور بلڈنگ بھی مکمل ہو جائے گی۔ سرِ دست اِس انسٹیٹیوٹ میں پانچ ریسرچ سکالر کام کر رہے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جس آسمانی کتاب نے کائناتِ عالَم پر غور کرنے کی طرف سب سے زیادہ توجہ دلائی ہے وہ قرآن کریم ہے۔ دُنیا کی کوئی آسمانی کتاب ایسی نہیں جس نے انسان کو کائناتِ عالَم پر غور کرنے کا اِس طرح واضح حکم دیا ہو جس طرح قرآن کریم نے دیا ہے۔ قرآن مجید نے اِس بارے میں تین بُنیادی امور بیان فرمائے ہیں:

اوّل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِس دُنیا کی تمام چیزیں مرکّب ہیں کوئی چیز مفرد

نہیں ہے۔ سب اشیاء میں ترکیب پائی جاتی ہے۔ فرمایا وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ۔[1]

دوم۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اشیاء کی وہ ترکیب ہر وقت عمل (work) کر رہی ہے۔ یعنی اس کے نتائج کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ[2] کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت نئی شان اور ترکیب کے ساتھ تجلّی فرماتا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ کائناتِ عالَم کی تمام چیزیں اُس کی اس تجلّی سے متاثر ہوتی ہیں اور ان مرکب اشیاء کا سلسلہ کسی جگہ پر ٹھہر نہیں جاتا بلکہ آگے ہی آگے چلتا ہے۔ گویا ہر وقت نئے نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ الفؔ اور بؔ کے ملنے سے جؔ پیدا ہوتا ہے۔ پھر جؔ اور دؔ کے ملنے سے سؔ پیدا ہوتا ہے۔ غرض اسی طرح ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔

سوم۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اِن تمام اشیاء اور ان کی ترکیب اور اُس ترکیب سے پیدا ہونے والے نتائج کے اسرار کو معلوم کرنا تمہارا کام ہے۔ اس کام کو سرانجام دینے والے ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عقلمند ہیں۔ الَّذِيْنَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔[3] وہ لوگ جو آسمان و زمین کی پیدائش کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں اور بالآخر اِس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اے خدا! تُو نے اِس کارخانہ کو بے حکمت پیدا نہیں کیا۔ تُو پاک ہے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔ پھر قرآن مجید بھی وعدہ کرتا ہے کہ جو لوگ قوانینِ الٰہی میں غور کریں گے اور کائناتِ عالم کی حکمتوں کو سوچیں گے ان پر ان کے اسرار ضرور کھولے جائیں گے اور دُنیا کے ذرّہ سے لے کر خود خدا تعالیٰ تک اُن لوگوں کے لئے کامیابی کا راستہ کھلے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔[4] کہ جو لوگ ہمارے پیدا کردہ عالم کے متعلق اور ہم تک پہنچنے کے لئے صحیح طریق سے کوشش کریں گے ہم اُن پر کامیابی کے راستے ضرور کھولیں گے۔

یہ تین اہم صداقتیں ہیں جن کا قرآن کریم اعلان کرتا ہے اور مسلمانوں کو ان کی طرف توجہ دلاتا ہے اور یہی تین امور سائنس کی بُنیاد ہیں۔ اِن حالات میں کس قدر تعجب کی بات ہوگی کہ مسلمان کائناتِ عالم سے غفلت اختیار کریں۔

دُنیا میں مختلف خیال کے لوگ بستے ہیں بعض لوگ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ دُنیا کی طرف توجہ کرنا مذہب کا کوئی حصّہ نہیں۔ بلکہ اُن کے نزدیک دُنیا سے بے توجہ رہنا مذہبی آدمی کے لئے ضروری ہے۔ جیسا کہ بُدّھوں کا خیال ہے یا عیسائیوں کے بعض فرقے سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ دُنیا کو صرف دُنیا کے نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اُس کو ہی اپنا منتہائے مقصود سمجھتے ہیں۔ بعض ایسے لوگ بھی ہیں کہ وہ کائناتِ عالَم پر غور کرتے ہیں اور بعض ایجادات بھی ایجاد کرتے ہیں لیکن ان کے مذہب نے انہیں اس بارے میں کوئی ہدایت نہیں کی۔ ان کے مذہب اِس پہلو سے سراسر خاموش ہیں۔ انہوں نے یہ طریق اپنے لئے از خود ایجاد کر لیا ہے لیکن قرآن کریم تو مسلمانوں کو نہ صرف کائناتِ عالم پر غور کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے بلکہ وہ اِس کام کو مذہب کا ایک حصّہ قرار دیتا ہے اور اس کوشش کے نتیجہ میں ثواب اور روحانی بدلے کی اُمید دلاتا ہے۔ اگر مسلمان اِس پہلو سے غفلت اور سُستی کریں تو وہ صریح طور پر قرآن کریم کے احکام سے مُنہ پھیرنے والے قرار پائیں گے۔

جو لوگ صحیح طور پر کائناتِ عالم پر غور کرنے والے ہیں وہ بڑی محنت سے کام کرتے ہیں۔ مَیں نے بہت سے سائنسدانوں کے حالات پڑھے ہیں۔ وہ بڑے انہماک سے بارہ بارہ گھنٹے تک کام کرتے ہیں اور پھر شاندار نتائج پیدا کرتے ہیں لیکن مسلمان بالعموم پانچ چھ گھنٹے کے کام کو بہت زیادہ سمجھتے ہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ لوگ اسی لئے اپنے کام کی رپورٹ کرنے اور ڈائری لکھنے سے گھبراتے ہیں۔ تبلیغی کام کرنے والے اور ریسرچ میں کام کرنے والے اگر اپنے کام کی ڈائری لکھیں تو اس سے انہیں صحیح طور پر احساس ہو جائے کہ اُنہیں کتنا کام کرنا چاہئے تھا اور انہوں نے کتنا کیا ہے۔ سُست لوگ اِس بارے میں یہ عُذر کیا کرتے ہیں کہ ہم نے کام کرنا ہے یا ڈائری لکھنا ہے۔ ڈائری لکھنے اور رپورٹ کرنے میں وقت ضائع ہوتا ہے۔ یہ عُذر در حقیقت نفس کا دھوکا ہوتا ہے۔ ڈائری وہی لکھ سکتا ہے جو صحیح طور پر کام کرتا ہے اور جو شخص کام نہیں کرتا وہ ڈائری لکھنے سے گریز کرتا ہے۔ ہمارا دُنیا سے بہت بڑا مقابلہ ہے۔ ہماری یہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ دُنیا کی لیبارٹریوں اور

ریسرچ انسٹیٹیوٹوں کے مقابلہ میں بلحاظ اپنے سامان اور کارکنوں کے کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ اصل کام یہ ہے کہ انسان میں اپنی ذمّہ داری کو ادا کرنے کی روح پیدا ہو جائے اور یہ روح محنت اور ایثار سے پیدا ہوتی ہے۔ جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ ہم نے بہت بڑے دُشمن سے مقابلہ کرنا ہے تو ہمارے اندر کام کرنے کی رُوح بڑھ جائے گی۔ ہمارے اس مقابلہ کی بنیاد روپے پر نہیں ہے۔ دُنیا کے مقابلہ میں ہمارے پاس روپیہ ہے ہی نہیں۔

نپولین کا قول ہے کہ ناممکن کا لفظ میری ڈکشنری میں نہیں ہے۔ اس کے یہی معنی تھے کہ نپولین کسی کام کو ناممکن نہیں سمجھتا تھا۔ ہاں وہ اُسے مشکل ضرور سمجھتا تھا اور پھر ہمت سے اُس کام کو سرانجام دیتا تھا۔ دُنیا میں بہت سے لوگ ایسے گزرے ہیں کہ وہ اپنی اولوالعزمی سے سامانوں کے مفقود ہونے کے باوجود کامیابی کا راستہ نکال لیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت مسلمانوں پر جو غفلت اور جمود کی حالت طاری تھی اُس کو بیداری سے بدلنا ناممکن سمجھا جاتا تھا لیکن آپؑ نے مسلمانوں کے اندر اُمید کی کرن پیدا کر دی اور اُنہیں بیدار کر دیا۔ یورپین مصنّفین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے کے ہندوستانی مسلمان لیڈروں یعنی سر سیّد احمد خاں، امیر علی وغیرہ کو اپالوجسٹ (APALOGIST) یعنی معذرت کرنے والے قرار دیتے تھے لیکن وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا طریق اسلام کی طرف سے معذرت خواہانہ نہیں بلکہ جارحانہ حملے کا طریق ہے۔ ابھی ایک مشہور مغربی مصنّف نے تحریکِ احمدیت کا ذکر اسی انداز میں کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مستقبل کے متعلق ایک ایسی جگہ بھی آتی ہے جہاں پر مؤرخ کو خاموش ہونا پڑتا ہے۔ تحریکِ احمدیت کے مستقبل کے ذکر میں اُس نے لکھا ہے کہ بہت سے گھوڑے جو گھوڑ دوڑ کی ابتداء میں کمزور نظر آتے ہیں وہی بسا اوقات اوّل نکلتے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اس وقت مذہبی دُنیا میں جو تغیّرات پیدا ہوئے ہیں اور مسلمانوں میں جس قدر بیداری نظر آتی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے نتیجہ میں ہے۔ اب

مسلمانوں میں سے ننانوے فیصدی لوگ وفاتِ مسیحؑ کے عقیدہ کو ماننے لگ گئے ہیں، عصمتِ انبیاءؑ کو ماننے لگ گئے، عدمِ نسخِ قرآن کے نظریے کو بھی ننانوے فیصدی لوگ ماننے لگ گئے ہیں۔ حالانکہ گزشتہ بارہ سو سال میں علمائے اسلام قرآنی آیات کے منسوخ ہونے کا عقیدہ رکھتے آئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت لطیف رنگ میں انہی آیات سے بہت سی حکمتیں بیان فرمائیں جنہیں لوگ منسوخ سمجھتے تھے۔ اس طرح مسئلہ نسخِ قرآن کی بنیاد کو آپ نے توڑ کر رکھ دیا۔ تمام وہ مسائل جو باقی دنیا اور مسلمانوں کے لئے مشکوک بلکہ مخالفانہ طور پر تسلیم کئے جاتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کو بدل دیا۔ پس ناممکن بات کو خدا تعالیٰ کے فضل سے ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ جب ہم قادیان سے نکلے ہیں تو خود جماعت کا ایک بڑا حصّہ کہتا تھا کہ اب ہمارے پاؤں کس طرح جمیں گے لیکن دیکھ لو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب ہمارا بجٹ پہلے سے زیادہ ہے اور مخالفت کے باوجود جماعت کی ترقی ہو رہی ہے۔ اقتصادی حالت بھی پہلے سے بہتر ہے۔ اگر جماعت کی صحیح تربیت کی جائے تو چندے دُگنے ہو سکتے ہیں۔ میرے نزدیک ریسرچ سکالر کو یہ کبھی نہیں سوچنا چاہیئے کہ کوئی ایسی بات بھی ہے جو نہیں ہو سکتی۔ اس کو اپنی تحقیقات کے سلسلہ کو پھیلانے میں یہ بھی نہ ماننا چاہیئے کہ مَیں دُنیا کو پیدا نہیں کر سکتا۔ (گو یہ پیدا کرنا مجازی رنگ میں ہی ہوگا) یہ تو درست ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے ناممکن قرار دے دیا ہے وہ بہر حال ناممکن ہیں لیکن یہ درست نہیں کہ جن چیزوں کو انسان کسی وقت ناممکن کہہ دیں وہ فِی الواقع ناممکن ہوتی ہیں۔ ابھی جب ایٹم بم ایجاد ہؤا تو وہ سائنسدان جو کہتے تھے کہ دُنیا کا کبھی خاتمہ نہیں ہو سکتا وہ کہنے لگ گئے کہ اِس ایجاد سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ دُنیا ختم ہو سکتی ہے۔ چار پانچ ماہ تک وہ لوگ CHAIN REACTION (تسلسلِ ردِّ عمل) کے نظریہ کے ماتحت دُنیا کے خاتمہ کے قائل رہے ہیں۔ بہر حال ریسرچ کرنے والے انسان کے لئے بہت بڑی وسعت ہے۔ دُنیا میں ایک وقت میں ایک چیز ناممکن سمجھی جاتی ہے اور پھر وہ ممکن ہو جاتی ہے۔ گویا قدرت بھی اپنے دائرہ کو لمبا کرتی رہتی ہے۔ پہلے لوگ دُنیا کی لمبائی کا اندازہ روشنی کے تین ہزار سال سمجھتے

تھے۔ جنگ کے بعد یہ اندازہ چھ ہزار سال تک پہنچ گیا اور اب نیا نظریہ یہ ہے کہ دُنیا کی لمبائی روشنی کے چھتیس ہزار سال کے برابر ہے۔

اِس وقت محقّقین کے دو نظریے ہیں۔ بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ دُنیا EXPAND ہو رہی ہے۔ جوں جوں ہم علمی طور پر آگے بڑھتے ہیں دُنیا کی وسعت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ درحقیقت ابھی تک ہم نے صحیح اندازہ ہی نہیں کیا۔ ہمارے سارے اندازے ناقص اور کم ہیں۔ قرآن مجید کہتا ہے اِلٰی رَبِّکَ مُنْتَھٰھَا[5] کہ ہر چیز کی اُلجھنیں اللہ ہی حل کر سکتا ہے اور ہر چیز انجامکار تیرے رب کی طرف پہنچتی ہے۔ گویا ہمارے سامنے UNLIMITED SOURCES (غیر محدود خزانے) موجود ہیں جن کی ریسرچ ہم نے کرنی ہے لیکن ہمارے پاس سامان نہیں۔ ایٹم بم کے متعلق پانچ ہزار ورکر کام کر رہے ہیں لیکن ہمارے ہاں یہاں صرف پانچ کارکن ہیں۔ پھر ان کے سامانوں کی فراوانی سے بھی ہمیں کوئی نسبت نہیں۔ اُن لوگوں کا بجٹ دو دو ارب کا ہوتا ہے۔ ہمارے ریسرچ کے بجٹ کو اُن کے بجٹ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔ ظاہر ہے کہ جب سامان تھوڑے ہوں اور کام کرنے والے آدمی تھوڑے ہوں تو کام کی نسبت زیادہ ہونی ضروری ہے۔ کم ہمت آدمی کام کی زیادتی کو دیکھ کر کہتا ہے کہ بہت کام ہے مجھ سے تو یہ ہو ہی نہیں سکے گا۔ اس لئے وہ کام چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور مختلف جھوٹے عذرات پیش کرتا ہے لیکن اچھا آدمی کام کی زیادتی کی وجہ سے گھبراتا نہیں بلکہ کہتا ہے کہ مَیں کام کے لئے وقت کی مقدار کو بڑھا کر اور محنت میں اضافہ کر کے اِس کام کو کروں گا۔ سوچ لو کہ جب دُنیا کے سامنے یہ حقیقت واضح طور پر پیش ہو کہ ایک شخص ایسا ہے کہ زیادہ کام کو دیکھ کر اُس نے کام کرنا ہی چھوڑ دیا اور دوسرا ایسا ہے کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے اس نے زیادہ محنت اور زیادہ ہمت سے کام کو سرانجام دیا تو دُنیا اُن میں سے کس کو اچھا سمجھے گی اور کس کو بُرا قرار دے گی۔ صحابہؓ کی کامیابی تو خاص خدائی نصرت کا نتیجہ تھی۔ دُنیوی طور پر بھی بعض لوگ ایسے گزرے ہیں کہ جنہوں نے بظاہر ناممکن کاموں کو ممکن کر دکھایا ہے۔ سکندر، چنگیز خاں، تیمور، بابر اور ہٹلر وغیرہ ایسے ہی

لوگ تھے۔ ان کے علاوہ اَور بہت سے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے اپنی قربانی اور ایثار سے بڑے بڑے کام کر دکھائے ہیں۔

ترکی کی گزشتہ جنگ میں ایک کرنیل کا واقعہ مَیں نے پڑھا ہے کہ ایک قلعے کے فتح کرنے کے لئے وہ اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑی پر چڑھ رہا تھا کہ درمیان میں اُسے گولی لگی اور وہ زخمی ہو گیا۔ اُس کے سپاہی محبت کی وجہ سے اُس کی خبر گیری کے لئے بڑھے مگر اُس نے کہا کہ تم لوگ مجھے ہاتھ مت لگاؤ، وہ سامنے قلعہ ہے جس کا فتح کرنا ہمارا مقصد ہے جاؤ اور اُس قلعہ کو فتح کرو۔ اگر فتح کر لو تو اس قلعے کے اوپر میری لاش کو دفن کرنا ورنہ اُسے کُتّوں کے کھانے کے لئے چھوڑ دینا۔ اُس کے اِس جذبہ کا اس کے ساتھیوں میں وہ اثر ہوُا کہ سب نے نہایت ہمت کے ساتھ جنگ کی اور قلعے کو فتح کر لیا۔

پس دُنیا میں کوئی کام ناممکن نہیں۔ صرف وہی کام ناممکن قرار دیا جائے گا جسے ہمارا خدا ناممکن قرار دے لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے قرآنِ کریم نے کائناتِ عالم کے رازوں کو جاننے کی طرف خود توجہ دلائی ہے اور وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ صحیح رُوح سے اِس راستے میں کام کریں گے وہ ضرور کامیاب ہوں گے۔

پس مَیں اِس انسٹیٹیوٹ کے افتتاح کے وقت توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے اندر قرآنی رُوح پیدا کرو۔ زیادہ محنت اور زیادہ وقت لگا کر کام کرنے کی عادت ڈالو۔ تب بہت سی چیزیں جو دُنیا کے لئے ناممکن ہیں تمہارے لئے ممکن ہو جائیں گی۔ تمہارے سامنے کائناتِ عالم کی کوئی دیوار بند نہیں۔ تم جس طرح بڑھنا چاہو اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے لئے دروازہ کھول دے گی۔ تمہارا یہ کام کوئی دنیوی کام نہیں بلکہ حقیقتاً دینی کام ہے۔ قرآنِ مجید کے حکم کی تعمیل ہے اور پھر اس ریسرچ میں حقیقی طور پر کام کرنے والے کارکن سلسلہ کے لئے مالی طور پر بہت مُمِد ہو سکتے ہیں اور اخلاقی طور پر بھی۔ اُن کے زیادہ محنت سے کام کرنے کو دیکھ کر ان کے اِس کریکٹر کا اثر باقی افراد اور خصوصاً تبلیغی کام کرنے والوں پر بھی پڑے گا اور اسی میں ہماری کامیابی کا راز ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر توکّل کر کے ہمت اور عزم کے ساتھ زیادہ وقت لگا کر

اور زیادہ محنت کے ساتھ کام کریں خدا تعالیٰ کی نصرت ہمارے شاملِ حال ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے۔ آمین"۔ (الفرقان جولائی 1953ء)

1: الذّٰریٰت :50
2: الرحمٰن :30
3: آل عمران: 192
4: العنکبوت :70
5: النّٰزعت : 45